اصلاح معاشرہ سلسلۂ اشاعت نمبر: (۲۱)

# مال ودولت

# اور

# اسلامی ہدایات

تحریر

حضرت مولانا مفتی محمد امین صاحب پالن پوری دامت برکاتہم

اُستاذِ حدیث وفقہ دارالعلوم دیوبند

شائع کردہ

دفتر اصلاح معاشرہ کمیٹی دارالعلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# ایک خوش نما فتنہ

اس حقیقت سے اِنکار نہیں کیا جا سکتا کہ مال و دولت کی فراوانی اکثر و بیشتر اِنسان کو بغاوت و سرکشی اور بہت سی بُرائیوں اور گناہوں پر اُبھارتی ہے، اور اصل مقصدِ زندگی سے غافل اور لاپروا کر دیتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنی اُمت کے بارے میں اِس کا بہت زیادہ ڈر اور خطرہ تھا، اِس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُمت کو اِس خوشنما فتنہ سے آگاہ فرمایا، تاکہ اُمت اِس کے بُرے اَثرات اور خطرات سے بچنے کی کوشش کرے، اور مال و دولت کی ہوس میں اصل مقصدِ زندگی کو فراموش نہ کرے۔

حضرت عمرو بن عوف رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”خدائے پاک کی قسم! مجھے تمہارے بارے میں فقر و ناداری کا اندیشہ نہیں ہے، ہاں! مجھے تمہارے بارے میں یہ ڈر ضرور ہے کہ تم پر دُنیا وسیع کردی جائے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر وسیع کی گئی تھی، پھر تم اِس کو بہت زیادہ چاہنے لگو جس طرح اُنہوں نے اِس کو بہت زیادہ چاہا تھا، پھر وہ تم کو برباد کردے جس طرح اُن کو برباد کردیا“۔ (مشکاۃ المصابیح ص: ۴۴۰، کِتَابُ الرّقاق)

حضرت کعب بن عیاض رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ”ہر اُمت کے لیے کوئی آزمائش رہی ہے، اور میری اُمت کی آزمائش مال ہے“۔ (مشکاۃ المصابیح ص: ۴۴۲، کِتَابُ الرّقاق)

☑ بلاشبہ یہی اس دور کا سب سے بڑا فتنہ ہے، جس نے بے شمار بندوں کو اللہ جلّ شانہٗ کی بغاوت ونافرمانی کے راستے پر ڈال کر اصل سعادت سے محروم کردیا ہے۔

## دولت کے پجاری

دولت کے پجاری وہ ہیں جو دُنیا طلبی اور دولت کی ہوس میں ایسے گرفتار ہیں کہ اَحکامِ خداوندی اور حلال وحرام کا پاس ولحاظ نہیں کرتے، نہ اُس کے حقوق (زکاۃ وغیرہ) ادا کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے حق میں رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بددُعا فرمائی ہے کہ اُن پر خدا کی لعنت ہو، اور اللہ جلّ شانہٗ کی رحمت سے وہ دور ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''دِینار کا پجاری خدا کی رحمت سے محروم کیا جائے، اور درہم کا پجاری بھی خدا کی رحمت سے دور کیا جائے''۔ (مشکاۃ المصابیح ص:۴۴۱، کِتابُ الرّقاق)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا، اور اُس نے مال کی زکاۃ ادا نہیں کی، تو قیامت کے دن وہ مال اُس آدمی کے سامنے ایسے زہریلے ناگ کی شکل میں آئے گا جس کے سر کے بال جھڑ گئے ہوں گے، اور اُس کی آنکھوں کے اوپر دو سفید نقطے ہوں گے (جس سانپ میں یہ دو باتیں ہوتی ہیں وہ انتہائی زہریلا سمجھا تا ہے) پھر وہ ناگ اُس کے گلے میں لپٹ جائے گا، اور اُس کی دونوں باچھیں پکڑ کر کہے گا: میں تیرا مال ہوں، میں تیرا خزانہ ہوں، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے قرآن پاک کی یہ آیت تلاوت فرمائی: ﴿ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ يَبْخَلُونَ بِمَآ اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ هُوَ خَيْرًا لَّهُمْ بَلْ هُوَ شَرٌّ لَّهُمْ سَيُطَوَّقُوْنَ مَا بَخِلُوْا بِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ﴾ (سورۂ آل عمران آیت:۱۸۰)

ترجمہ: ''اور ہرگز خیال نہ کریں وہ لوگ جو بخل کرتے ہیں ایسے مال میں جو

اللہ جل شانہٗ نے اپنے فضل و کرم سے اُن کو دیا ہے کہ یہ بات اُن کے لیے کچھ اچھی ہے، بلکہ یہ بات اُن کے لیے بہت بُری ہے، وہ لوگ قیامت کے دن اس مال کا ہار پہنائے جائیں گے جس میں اُنہوں نے بخل کیا ہے''۔(مشکاۃ،ص:۱۵۵،الزّکاۃ)

## ناحق کوئی چیز دبا لینا

اللہ جل شانہٗ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿ وَلَا تَأْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت:۱۸۸)

ترجمہ: ''آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طریقہ سے نہ کھاؤ''۔

قرآن کریم کی اِس آیت میں حرام اور ناجائز طریقوں سے مال حاصل کرنے اور اس کو استعمال کرنے کی ممانعت بڑے جامع انداز میں بیان کی گئی ہے —— اِس سے چوری، ڈاکہ، رشوت خوری، سود، قمار وغیرہ ناجائز ذرائع آمدنی حرام اور ممنوع ہوجاتے ہیں، اِس لیے ہر مسلمان کو ناجائز طریقے پر مال حاصل کرنے سے بچنا چاہیے، جو لوگ اِس ارشادِ خداوندی کی خلاف ورزی کرتے ہیں، اُن کے لیے احادیث میں سخت ترین وعیدیں بیان کی گئیں ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے دوسرے کی تھوڑی سی زمین ناحق دبا لی تو قیامت کے دن اُس کی وجہ سے اُس شخص کو زمین کے ساتویں طبقہ تک دھنسا دیا جائے گا''۔

(مشکاۃ المصابیح،ص:۲۵۶، کِتَابُ البیوع)

## حقوق تلفی معاشرے کے بگاڑ کا بڑا سبب ہے

آج بہت سے مسلمان اپنا حق وصول کرنے کی تو پوری کوشش کرتے ہیں، مگر دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی بالکل پروا نہیں کرتے، کسی سے قرضہ لے کر نہ دینا،

اُدھار مال خرید کر قیمت ادا کرنے میں ٹال مٹول کرنا، کاریگروں سے چیزیں بنوا کر اور مزدوروں سے کام لے کر اُجرت اور مزدوری نہ دینا، اور اُن کو چکر کٹوانا، لوگوں کی چیزیں عاریت پر لے کر واپس نہ کرنا، کرایہ وقت پر ادا نہ کرنا، اور موقع ملے تو دوسروں کی چیزیں ہڑپ کر جانا، وسعت کے باوجود ملازمین کو وقت پر تنخواہیں نہ دینا، اُن کو طرح طرح سے ستانا اور پریشان کرنا، وعدہ کرکے مُکر جانا، آج مسلمانوں کی طبیعتِ ثانیہ بن چکی ہے، اور بہت سے نادان مسلمان اِسی کو کامیابی کی کنجی سمجھتے ہیں، حالانکہ انہی بداَخلاقیوں کی وجہ سے آج مسلمان ناکامیوں سے دوچار ہیں، اور جو لوگ مال دار اور خوش حال نظر آتے ہیں وہ ایسی ایسی مصیبتوں اور بیماریوں میں مبتلا ہوجاتے ہیں کہ کوئی تدبیر اور علاج کارگر نہیں، اور کیسے کوئی تدبیر اور علاج کارگر ہو جب کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے کہ مَطْلُ الْغَنِيِّ ظُلْمٌ: ''مال دار کا ٹال مٹول کرنا ظلم ہے''۔ (مشکاۃ،ص:۲۵۱)
اور ظلم کی ٹہنی کبھی پنپ نہیں سکتی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''جس شخص نے لوگوں کا مال (قرض) لیا، اور اُس کو ادا کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کی جانب سے ادا فرمادیں گے (یعنی ادائیگی کی کوئی صورت پیدا فرمادیں گے) اور جس نے کسی کا مال اِس ارادہ سے لیا کہ اُس کو ہضم کر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اُس شخص کو تباہ فرمادیں گے''۔ (مشکاۃ المصابیح،ص:۲۵۲، کِتابُ البُیوع)

☑ اس ارشادِ نبوی سے روزِ روشن کی طرح یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ جو ایمان دار لوگ دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا پورا خیال رکھتے ہیں وہ چاہے کتنے ہی پسماندہ کیوں نہ ہوں، مگر اللہ تعالیٰ اُن کے لیے ترقی کی راہیں ہموار فرماتے ہیں، اور آمدنی کے ذرائع پیدا فرماتے ہیں، لہٰذا مسلمان اگر پسماندگی کو دور کرنا چاہتے ہیں تو دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا پورا خیال رکھیں، ان شاء اللہ دُنیا و

آخرت کی کامیابیاں اور سعادتیں اُن کا استقبال کریں گی، اور ہر طرح کی ترقیوں سے اللہ تعالیٰ نوازیں گے۔

نیز اس حدیث سے یہ بات بھی واضح ہوجاتی ہے کہ جو لوگ دوسروں کا مال ہضم کرجاتے ہیں اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کی پروا نہیں کرتے، وہ چاہے کتنے ہی کامیاب اور خوش حال نظر آئیں، مگر بالآخر دُنیا ہی میں اُن پر تباہی آئے گی۔

حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''ظلم اور قطع رحمی سے زیادہ لائق کوئی گناہ ایسا نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ کرنے والے کو دُنیا میں جلد سزا دیں اُس عذاب کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ نے آخرت میں اُس کے لیے ذخیرہ کر رکھا ہے'' (یعنی اللہ تعالیٰ اِن دو گناہوں پر دُنیا میں بھی جلد سزا دیتے ہیں اور آخرت میں بھی سخت عذاب دیں گے) (مشکاۃ المصابیح، ص:۴۲۰)

## حُسنِ سلوک سے رزق میں وسعت، مال میں کثرت اور عمر میں برکت ہوتی ہے

قرآن و حدیث میں صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں کے حقوق کی ادائیگی اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کی ازحد تاکید کی گئی ہے، اور اِس کے بے حد فضائل و فوائد بیان کیے گئے ہیں، اور قطع رحمی یعنی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنے اور اُن کے ساتھ بد سلوکی کرنے پر سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، اِس لیے دیگر اہلِ حقوق سے زیادہ رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنے کا خیال رکھنا چاہیے، رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا ایسا مبارک عمل ہے کہ اِس کی برکت سے اللہ تعالیٰ رزق میں وسعت، مال میں کثرت اور عمر میں برکت اور اِضافہ فرماتے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد

فرمایا: ''جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اُس کے رزق میں وسعت ہو، اور دُنیا میں اُس کا اثر تادیر رہے (یعنی اُس کی عمر دراز ہو اور اُس کے کاموں میں برکت ہو) تو اُس کو چاہیے کہ اپنے رشتہ کو جوڑے'' (یعنی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرے اور اُن کے ساتھ حسنِ سلوک کرے) (مشکاۃ المصابیح ص:۴۱۹، کِتَابُ الْآدَابِ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم اپنے نسبوں میں سے وہ نسب اچھی طرح سیکھ لو جس کی وجہ سے تم اپنے رشتوں کو جوڑ سکو، اس لیے کہ صلہ رحمی خاندان میں محبت، مال میں کثرت اور عمر میں ڈھیل کا سبب ہے''۔ (مشکاۃ ص:۴۲۰، کِتَابُ الْآدَابِ، بَابُ الْبِرِّ وَ الصِّلَۃِ)

☑ اس کے برعکس قطع رحمی یعنی رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کرنا، اور اُن کے ساتھ بدسلوکی کرنا ایسا منحوس عمل ہے کہ اِس کی وجہ سے پورا معاشرہ رحمتِ خداوندی سے محروم ہو جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن اَبی اَوفی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ ''اُس قوم پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی جس میں کوئی قطع رحمی کرنے والا ہو''۔ (مشکاۃ المصابیح ص:۴۲۰، کِتَابُ الْآدَابِ)

☑ تاریخ شاہد ہے کہ جب تک مسلمان دوسروں کے حقوق ادا کرتے رہے، اور رشتہ داروں کے ساتھ حسنِ سلوک کرتے رہے، اللہ تعالیٰ نے اُن کو ہر طرح کی ترقیوں سے نوازا، اور دُنیا و آخرت کی کامیابیاں اور سعادتیں بڑھ کر اُن کا قدم چومتی رہیں، اور آج مسلمان دوسروں کے حقوق تلف کر کے، اور رشتہ داروں کے ساتھ بدسلوکی کر کے ہر طرح کی ترقیوں سے محروم ہو گئے، اور دُنیا و آخرت کی کامیابیوں اور سعادتوں نے اُن سے مُنہ موڑ لیا، اگر مسلمان ترقیوں سے ہم کنار اور کامیابیوں اور عزتوں سے سرفراز ہونا چاہتے ہیں تو دو باتوں کا پورا خیال رکھیں:

۱) دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کریں۔

۲) اور رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کریں۔

## ظلم کا بدلہ ضرور لیا جائے گا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''اعمال نامے تین ہیں:

ایک اعمال نامہ وہ ہے جس کی اللہ تعالیٰ بخشش نہیں فرمائیں گے، اور وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا ہے، خود اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ ﴾: ''اللہ تعالیٰ شرک کی بخشش نہیں فرمائیں گے''۔ (سورۂ نساء، آیت: ۴۸)

اور دوسرا اعمال نامہ وہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نہیں چھوڑیں گے ـــــــ اور وہ بندوں کا آپس میں ایک دوسرے پر ظلم کرنا ہے ـــــــ یہاں تک کہ ہر ایک دوسرے سے (ظلم کا) بدلہ لے لے۔

اور تیسرا اعمال نامہ وہ ہے کہ جس کی اللہ تعالیٰ پروا نہیں کرتے، اور وہ بندوں کا اللہ کے حقوق میں کوتاہی کرنا ہے، یہ (اعمال نامہ) اللہ کے سپرد ہے، اللہ تعالیٰ چاہیں تو اُن کو سزا دیں اور اگر چاہیں تو اُن سے درگزر فرمائیں۔ (مشکاۃ المصابیح ص: ۴۳۵)

☑ اس ارشادِ نبوی کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کفر و شرک کی بخشش نہیں ہوگی، اور اس پر اللہ تعالیٰ ضرور سزا دیں گے، اسی طرح بندوں نے آپس میں ایک دوسرے پر جو ظلم و زیادتیاں کی ہیں اُن کی بھی بخشش نہیں ہوگی، اور اُن کا بدلہ ضرور لیا جائے گا، لہٰذا دوسروں کے حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہیں کرنی چاہیے، اور خدا کے بندوں پر ظلم و زیادتی کرنے سے بچنا چاہیے۔

## ظلم کا بدلہ کس طرح لیا جائے گا؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''

جس کے پاس اپنے بھائی کا کوئی حق ہو؛ یعنی اُس کی آبروریزی کی ہو، یا کوئی اور حق تلفی کی ہو تو اِس کو چاہیے کہ آج ہی وہ اُس سے معاف کروالے، اِس سے پہلے کہ نہ کوئی دِینار ہوگا نہ کوئی دِرہم، اگر اِس کے پاس کوئی نیک عمل ہوگا تو حق تلفی کے بہ قدر اِس سے لیا جائے گا (اور اُس شخص کو دیا جائے گا جس کی اِس نے حق تلفی کی ہے) اور اِس کے پاس اگر نیکیاں نہیں ہوں گی تو اِس کے ساتھی کی بُرائیاں لے کر اُس پر ڈال دی جائیں گی" (پھر اِس کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا) (مشکاۃ المصابیح،ص:۴۳۵)

## مفلس کون ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ آپ لوگ جانتے ہو مفلس (نادار) کون ہے؟ صحابۂ کرام نے جواب دیا: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم (روپیہ، پیسہ) ہو، نہ ساز وسامان —— آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری اُمت میں سے مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکاۃ لے کر حاضر ہو، اور آئے اِس حال میں کہ کسی کو گالی دی ہے، کسی پر تہمت لگائی ہے، کسی کا مال کھا رکھا ہے، کسی کا خون بہایا ہے، اور کسی کو مارا پیٹا ہے، پس اِس کی کچھ نیکیاں اُس کو دے دی جائیں، اور کچھ نیکیاں اُس کو دے دی جائیں اور اگر اِس کی نیکیاں اُن حقوق کی ادائیگی سے پہلے ختم ہوجائیں جو اِس کے ذمہ واجب الاداء تھے تو اہلِ حقوق کی خطائیں لے کر اِس پر ڈال دی جائیں، پھر اِس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے۔ (حوالہ سابقہ)

## رشوت خوری کی مذمّت

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت بھیجی ہے رشوت دینے والے پر اور رشوت لینے والے پر اور رشوت کی دلاّلی

کرنے والے پر“۔(مشکاۃ المصابیح ص:۳۲۶، کِتَابُ الْإِمَارَةِ وَالْقَضَاءِ)

☑ جس نے دشمنوں کے حق میں بھی دُعا کی ہو، اُس کا کسی شخص پر لعنت بھیجنا کوئی معمولی بات نہیں ہے، آخرت میں تو اِس لعنت کا اثر ظاہر ہو گا ہی، دُنیا میں بھی وہ لوگ اِس لعنت کی نحوست سے بچ نہیں سکیں گے۔

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ کسی قوم میں زنا اور بدکاری عام نہیں ہوتی مگر اُن پر قحط سالی مسلط کر دی جاتی ہے، اور کسی قوم میں رشوت عام نہیں ہوتی مگر اُن پر دشمن کا رُعب مسلّط کر دیا جاتا ہے۔(مشکاۃ ص:۳۱۳، کِتَابُ الحدود)

## دھوکا دہی کی قباحت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک غلہ کے ڈھیر کے پاس سے گذرے اور اپنا ہاتھ اُس میں گھسایا تو آپ کی اُنگلیاں تر ہو گئیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے غلہ والے! یہ کیا ہے؟ غلہ والے نے جواب دیا: حضور! یہ غلہ بارش میں بھیگ گیا تھا (یعنی میں نے بالقصد نہیں بھگایا) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اُس کو اوپر کیوں نہیں رکھا کہ لوگ اُس کو دیکھ لیں! پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنَّا: ”جس نے دھوکا دیا وہ ہم میں سے نہیں ہے“۔

(جامع الترمذی،۱/۱۵۷، کِتَابُ الْبُيُوعِ، بَابُ مَا جَاءَ فِي كَرَاهِيَةِ الْغِشِّ فِي الْبُيُوعِ)

جس شخص کو سرکار دو عالم، خَاتَمُ النَّبِيِّينَ، رَحْمَةٌ لِّلْعَالَمِينَ، شَفِيعُ الْمُذْنِبِينَ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اَدنیٰ محبت ہے، اُس کے لیے یہ وعید انتہائی سخت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اُس کو اپنی جماعت سے خارج کر دیا، اور اس میں کوئی شک نہیں کہ جس کو حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی جماعت سے خارج کر دیا وہ بڑا محروم اور بدبخت ہے۔

# مالِ حرام کی نحوست

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”کوئی بندہ حرام مال کمائے اور اُس میں سے صدقہ کرے تو اُس کا صدقہ قبول نہیں کیا جاتا، اور اُس میں سے خرچ کرے تو اُس میں برکت نہیں ہوتی اور اُس کو (مرنے کے بعد) پیچھے چھوڑے تو وہ اُس کے لیے جہنم تک پہنچنے کا توشہ ہے، یقیناً اللہ تعالیٰ بدی کو بدی سے نہیں مٹاتے، بلکہ بدی کو نیکی سے مٹاتے ہیں، اور اِس میں کوئی شک نہیں کہ گندگی گندگی کو دور نہیں کرتی“۔ (مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۲)

☑ حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ حرام مال سے کیا ہوا صدقہ مقبول نہیں اور حرام کمائی میں برکت نہیں ہوتی، اور جو شخص حرام اور ناجائز طریقے سے کمایا ہوا مال مرنے کے بعد وارثوں کے لیے چھوڑتا ہے وہ جہنم میں جائے گا، آخر میں اِس کی وجہ بیان کی گئی ہے کہ حرام مال ناپاک اور گندا ہے، اِس گندے اور ناپاک مال سے گناہوں کی گندگی دور نہیں ہوتی، جس طرح ناپاک اور گندے پانی سے ناپاک کپڑا پاک صاف نہیں ہوتا، لہٰذا گناہوں کی گندگی دور کرنے کے لیے پاک اور حلال کمائی سے صدقہ کرنا چاہیے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”وہ گوشت جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی نشو و نما حرام مال سے ہوئی ہو، اور ہر ایسا گوشت جو حرام مال سے پلا بڑھا ہو دوزخ اُس کی زیادہ حق دار ہے“۔ (حوالہ سابقہ)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ آدمی کو اِس کی پروا نہیں ہوگی کہ اُس کی آمدنی کیسی ہے؟ حلال ہے یا حرام؟!“۔ (مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۱، کِتَابُ البیوع)

☑ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس زمانے کی اِس حدیث میں پیشین گوئی فرمائی

ہے، بلاشبہ وہ زمانہ آچکا ہے، آج کتنے مسلمان یہ تحقیق کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اُن کی آمدنی کیسی ہے؟ حلال ہے یا حرام؟ ——— حلال و حرام اور جائز و ناجائز میں تمیز نہ کرنا روحِ ایمانی کی موت ہے۔

## سود کی وباء

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''لوگوں پر ایسا زمانہ ضرور آنے والا ہے کہ ہر شخص سود کھائے گا (کوئی بھی اُس سے محفوظ نہ رہ سکے گا) پس اگر سود نہیں کھائے گا تو اُس کا دھواں اُس کو ضرور پہنچے گا''۔(مشکاۃ المصابیح ص: ۲۴۵، کِتَابُ البیوع)

☑ اس ارشادِ نبوی کا مقصد اُمت کو خبردار کرنا ہے کہ ایسا وقت آنے والا ہے کہ جب سود کی وبا عام ہوجائے گی، اور اُس سے بچنا بہت مشکل ہوجائے گا، اِس وقت بھی لوگوں کو چاہیے کہ سود سے بچنے کا پورا اہتمام کریں، آج لادینی نظام میں یہی صورت حال لوگوں کو درپیش ہے، کاروبار کرنے والے جانتے ہیں کہ سود کی لعنت سے بچنا کس قدر مشکل کام ہے، لہٰذا ہر صاحبِ ایمان کو اِس لعنت سے بچنے کی پوری کوشش کرنی چاہیے۔

## سود دینے کا گناہ سود لینے کے برابر ہے

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سود کھانے والے پر یعنی لینے والے پر، اور سود کھلانے والے پر یعنی سود دینے والے پر، اور سودی معاملہ لکھنے والے پر، اور سودی معاملہ کے دو گواہوں پر لعنت فرمائی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا: ''وہ سب گناہ میں برابر ہیں''۔(مشکاۃ، ص: ۲۴۴، البیوع)

☑ اس حدیث سے صراحت کے ساتھ یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ سود دینے

میں بھی گناہ ہے جیسے سود لینے میں گناہ ہے، آج کل جو لوگ کاروبار بڑھانے کے لیے یا بغیر کسی شدید مجبوری کے بینک سے لون لیتے ہیں، اور بینک کو سود دیتے ہیں وہ بھی سود خوروں کی طرح سود کے گناہ میں شریک ہوتے ہیں۔

## سود کا انجامِ بد

سود سے کمائی ہوئی دولت میں کبھی برکت نہیں ہوتی، اور دیر سویر اُس پر ضرور تباہی اور بربادی آتی ہے، اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبَا﴾: ''اللہ جل شانہٗ سود کو مٹاتے ہیں''۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سود اگرچہ کتنا ہی زیادہ ہو جائے لیکن اُس کا انجام کمی (تباہی) ہے''۔

(مشکاۃ المصابیح، ص:۲۴۶، کِتَابُ البیوع، بَابُ الرِّبَا)

## سود خوروں سے اِعلانِ جنگ

سورۂ بقرہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبٰوا اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ. فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ﴾ (سورۂ بقرہ، آیت:۲۷۸/۲۷۹)

ترجمہ: ''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اور جو کچھ سود کا بقایا ہے اُس کو چھوڑ دو، اگر تم ایمان والے ہو، اگر تم اِس پر عمل نہیں کرو گے تو جنگ کا اِعلان سن لو اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے''۔

اللہ اور اُس کے رسول کی طرف سے اِعلانِ جنگ کی دھمکی سودی لین دین کے سوا زنا، شراب نوشی، خونِ ناحق وغیرہ کسی بھی گناہ کے بارے میں قرآن کریم میں وارد نہیں ہوئی ہے، اِس سے روزِ روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ اللہ اور اُس کے

رسول کے نزدیک یہ گناہ دوسرے تمام گناہوں سے زیادہ سنگین اور بھاری ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''سود میں ستر (۷۰) گناہ ہیں، اُن میں سے ادنی اور ہلکا گناہ ایسا ہے جیسے اپنی ماں سے بدکاری کرنا''۔ (مشکاۃ ص: ۲۴۶، کِتَابُ البیوع، بَابُ الرِّبَا)

## سود خوری کا عذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''میں شبِ معراج میں ایسے لوگوں کے پاس پہنچا جن کے پیٹ حُجروں اور کمروں کے مانند (بڑے بڑے) تھے، اُن میں سانپ تھے، جو اُن کے پیٹوں کے باہر سے نظر آرہے تھے، میں نے پوچھا: جبرئیل! یہ کون لوگ ہیں؟ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ سود خور ہیں''۔ (حوالہ سابقہ)

## بدکاروں کی خوش حالی پر رشک نہ کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''تم کسی بدکار پر کسی نعمت اور خوش حالی کی وجہ سے کبھی رشک نہ کرو، کیا تمہیں معلوم نہیں کہ مرنے کے بعد اُس پر کیسی مصیبتیں آنے والی ہیں! اللہ تعالیٰ کے یہاں اُس کے لیے ایک ایسی ہلاکت خیز آگ ہے جو کبھی فنا نہیں ہوگی''۔ (مشکاۃ ص: ۴۴۷)

☑ مطلب یہ ہے کہ بدکاروں کی خوش حالی وقتی اور عارضی ہے، اُخروی انجام دوزخ کا دائمی عذاب ہے، لہٰذا اُن کی چند روزہ خوش حالی اور راحت پر رشک کرنا حماقت اور نادانی ہے، اُن کی خوش حالی اور راحت بالکل ایسی ہے جیسے پھانسی کے مجرم کو پھانسی دینے سے دو چار دن پہلے ہر قسم کی سہولتیں دی جاتی ہیں، اور اُس کی خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

## نیک مقاصد کے لیے دولت حاصل کرنے کی فضیلت

یہاں یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے کہ اسلام کی نظر میں دولت صرف وہی بُری ہے جو اللہ تعالیٰ اور آخرت سے غافل اور بے پروا کرے، اچھی نیت سے اور نیک مقاصد کے لیے حلال ذریعہ سے دولت حاصل کرنے کی کوشش کرنا، نہ صرف یہ کہ جائز اور مباح ہے، بلکہ اتنی بڑی نیکی ہے کہ قیامت کے دن ایسا شخص جب بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہوگا، تو اُس پر اللہ تعالیٰ کا خاص فضل و کرم ہوگا، جس کے نتیجے میں اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح روشن اور منور ہوگا، اور اُس کا حشر انبیائے کرام اور شہدائے عظام کے ساتھ ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”جو شخص دُنیا کی دولت حلال طریقہ سے حاصل کرتا ہے، تاکہ اُس کو دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے، اور اپنے اہل و عیال کے لیے روزی مہیا کر سکے، اور اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اِحسان و سلوک کر سکے تو قیامت کے دن اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں اِس شان کے ساتھ حاضر ہوگا کہ اُس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کے مانند روشن اور چمکتا ہوگا ——— اور جو شخص دُنیا کی دولت حلال ہی ذریعہ سے اِس مقصد کے لیے حاصل کرتا ہے کہ وہ بہت بڑا مال دار ہو جائے، دوسروں کے مقابلے میں اپنی شان اونچی دکھا سکے، اور لوگوں کی نظروں میں معزّز بننے کے لیے داد و دہش کر سکے تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اِس حال میں حاضر ہوگا کہ اللہ جل شانہٗ اُس پر سخت غضب ناک ہوں گے“۔

(مشکاۃ المصابیح، ص: ۴۴۴، کِتَابُ الرِّقَاق)

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”سچ بولنے والا امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیائے کرام،

صدیقین اور شہدائے عظام کے ساتھ ہوگا‘‘۔(مشکاۃ،ص:۲۴۳، کِتَابُ الْبُیُوع)

☑ اس ارشادِ نبوی میں اُن تاجروں کے لیے بہت بڑی بشارت ہے جو صداقت وامانت کے ساتھ تجارت کرتے ہیں، نیز اِس میں اِس بات کی طرف بھی اِشارہ ہے کہ جو شخص اپنی تجارت کو فروغ دینا چاہے اُس کو چاہیے کہ صداقت و اَمانت کا پورا خیال رکھے اور خیانت وکذب بیانی سے دور رہے، نہ ناپ تول میں کمی کرے، نہ کسی کو دھوکا دے، نہ گاہک سے عیب چھپائے نہ ملاوٹ کرے، کاش! مسلمان تاجر اِس ارشادِ نبوی پر عمل کر کے دُنیا وآخرت کی کامیابیاں حاصل کرتے، اور معاشرے کو اونچا اُٹھانے کی فکر کرتے۔